

مجلد ۱۱۱ نمبر ۱۲۱

افاضل احمد رضا

اور

اصلاح معاشرہ

مصنف

مولانا محمد قمر الزماں مصباحی

جمیعت اشاعت اہل سنت پاکستان

نور مسجد کاندھلی بازار، میٹھادر، کراچی۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع :-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام ہر جمعہ کو بعد نماز عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو در مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت :-

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ :-

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی :-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری :-

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنت کی کتابیں مطابقت کے لیے اور کیسٹیں ساعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

امام احمد رضا

اور

۳۹۴

اصلاح معاشرہ

از

حضرت علامہ مولانا

محمد قمر الزماں مصباحی صاحب مدظلہ

معلم جامعہ قادریہ کوٹلہ واپوٹہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ

حضرت علامہ مولانا

محمد قمر الزماں مصباحی صاحب مدخلہ

۶۴ صفحات

۲۰۰۰

۱۲۱

جنوری ۲۰۰۴ء

نام کتاب

مصنف

صفحات

تعداد

مفت سلسلہ اشاعت

اشاعت

لے کے پتے:

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان،

فورسجد کاندھی بازار کراچی 2439799

مدنی مدرسہ ضیاء القرآن

مدین اکبر روڈ گھاس بنجی موٹی لین، کراچی۔

ابتدائیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین علیہ السلام وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

زیر نظر کتابچہ "جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان" کے تحت شائع ہونے والے سلسلہ مفت اشاعت کی ۱۲۱ ویں کڑی ہے۔ جو کہ مولانا قمر الزماں مصباحی کی تحریر ہے جس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے فتاویٰ و اقوال کو مرتب کیا ہے۔ امید ہے کہ جمعیت کی سابقہ کادشوں کی طرح یہ کاوش بھی ان شاء اللہ تعالیٰ قارئین کرام میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائے گی۔

ادارہ



تاجدار برکاتیت رئیس المخطباء سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ
علیہ الرحمہ مارہروی

و

تاج شریعت سرپاہر کت احسن العلماء حضرت علامہ سید مصطفیٰ حیدر

حسن علیہ الرحمہ مارہروی

کی بارگاہ پر عظمت میں حیات کا سار اسرما یہ نچھاور ہے۔ اس جذبے کی

ساتھ کہ ع

اگر یہ نذر عقیدت قبول ہو جائے

تو نافر عشق کی دولت وصول ہو جائے

سب آستانہ برکات

محمد قمر الزماں مصباحی

ہم صمیم قلب سے دعا کرتے ہیں کہ خدائے غافر و قہیم محترم الحاج ابراہیم صاحب رضوی
شیرور کے والدین کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کی قبر پر اپنی
رحمتوں کے پھول برسائے آمین

ابر رحمت ان کی مرقہ پر شہر باری کرے

حشر تنگ شان کریں نازداری کرے

دعا گو: محمد قمر الزماں مصباحی

نگاہِ آؤیں

امام احمد رضا قدس سرہ ایک بالغ نظر فقیہ کثیر رس مصنف، نابغہ روزگار محقق، بلند پایہ محدث و مفسر اور دنیائے سعادت کے اس مجدد اعظم کا نام ہے جسے قدرت نے روزِ ازل میں ہی اپنے دینِ حنیف کی حفاظت، مذہبِ حق کی حیانت، شریعتِ مقدسہ کی بقا اور ایمانی سوز و حرارت کے تحفظ کیلئے منتخب فرمایا تھا۔

خافقہ سے لیکر درگاہِ اسلامی مراسمِ شرعی معمولات اور مذہبی تقدس کی جو بہار ہے اسی مردِ قلندر کی رہینِ منت ہے اور آج ایمانی حرارت و پاکیزگی کی ساری لذتیں اسی روحانی مقتدا کی آہِ صبح کا ہی اور نالہٗ ششبی کا نتیجہ ہے۔

یہ ایک سچائی ہے کہ مجدد اپنے وقت کی ضرورت اور اپنے عصر کی پکار ہوتا ہے جس سے لوگ آفتابِ فیض کرتے ہیں۔ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ نے جب شعور کی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہابی تحریک کی ساری انرجی ایمان و عقیدے کی روح کو فنا کرنے پر صرف ہو رہی ہے۔ یہ عقیدگی کے کمرے بوی تیزی سے پھیل رہے ہیں اور فاسد خیالات کو فروغ دینے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ تنقیصِ الوہیت اور اہانتِ رسالت سے مملو تحریروں کو دیکھ کر آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ جسم کے روگنے کھڑے ہو گئے۔ دل خون کے آنسو روئے لگا کر بکا یہ عالم کہ کسی پہلو قرار

نہیں اور قرارِ ملت بھی کیسے جس کے نزدیک ایمان کی آواز یہ ہے۔
دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پر قربان گیا
جانِ دولِ دوش و خرد سب تو مدہینے پہنچے

نذرِ عقیدت

خانوادہ برکات کے سچے وارث و جانشین ممدوم العلماء حضرت علامہ سید حسنین میاں صاحب قبلہ نظمیں یاد رہی

فیض والا درجست شہزادہ احسن العلماء حضرت ڈاکٹر سید امین میاں صاحب قبلہ بارہہ شریف

جانشین مفتی اعظم تاج الاسلام حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری بریلی شریف
جن کی بارگاہ کی جاروب کشی انعام خسروی ہے۔

سب بارگاہ برکات

محمد قمر الزماں مصباحی

تم نہیں چلے رضا سارا تو سامانِ حیا
جان ہے عشقِ مصطفیٰ روزِ فردوس کرے خدا
جس کو ہو دردِ کامرہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

مسئلہ صرف اپنے ایمان و عقیدے کے تحفظ کا نہیں تھا اگر صرف اپنی بات ہوتی تو جس منظر فضا اور پاکیزہ ماحول میں آپ نے پرورش پائی اس کے کج غرضی میں بٹھ کر صرف سجدہ کرتے جب بھی بد عقیدہ کے ہٹاک سائے قریب آئے سے لرز جاتے۔ مگر بات پوری ملت کی تھی معاشرے اور سماج کی تھی۔ پوری انسانیت کی تھی۔ اسلامی کلچر اور تمدن یک تھی۔ قوم کے نو فضاوں اور مستقبل کی ان تازہ فضاوں کی تھی جسے لہلہانے سے پہلے باوجود مرمجہاندہ ویں، چنانچہ بصیرت و اہمات حکمت و دانائی۔ عشق و یقین، اخلاص و ایثار، ایمان و عرفان اور عزم و حوصلے کی بھرپور توانائی کے ساتھ تجلیدی صلاحیتوں سے لیں جو کہ ربانی کیمیا کے اس شیر نے عصری فضاؤں کے چیلنج کو قبول کیا مگر اربو لہسی کی تیز آنکھوں میں چراغ مظلومی کو روشن کیا، ملت کی کچی رہنمائی فرمائی۔ شریعت سے متصادم رسوم کا خاتمہ فرما کر سلام کے درخشاں اصول بتائے، بدعت و خرافات کے تاج محل پر چھایہ ماری کی، وحوں کی طہارت فرمائی، قلم کی آوارگی کو قلم دیا، غلط افکار و نظریات پر پھر سے حائے آزادی فکر کو میسر دی، انفاق و عرفان کو صحیح مسرت کا اچالا چلا۔ لوگوں کو عشق سلامت کا نور و سرور عطا کیا۔ فتنہ اندر کا وہابیاہر کا سب کو دلیلیا۔ ہر ایک کا حامیہ کیا۔ ایک کی خیریت پوچھی۔ اور اصلاح و تہذیب، دعوت الی اللہ، تبلیغ و ارشاد اور ابلاغ کی راہ میں مسلسل چوٹ کھاتے رہے۔ آگے بڑھتے رہے۔ حوصلوں میں تازگی آتی

رہی عشق کھر تار اور محبت رسول کے جلووں میں مغمم ہوتے رہے۔ نہ تمناؤں کا شکوہ،
نہ اکیلے پن کا احساس بلکہ ہر قدم بہ ثبات و استقلال کا قلعہ تعمیر کرتے جا رہے تھے
اور نقوش پاک ہر تیرے پیکار کہہ رہا تھا۔ ع

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آئے اور کارواں بنتا گیا

یہ آپ کی دایمانہ قوت، قائدانہ عظمت و شوکت اور پاکیزہ قیادت کا ہی ثمرہ ہے کہ آج کلوں کی فنیصل پر عظمت نبوت کے چم لر رہے ہیں اور فکر و نظریات کے صحرا میں محبت رسول کے گلاب مسکر رہے ہیں، خاتقا ہوں کہ پاکیزگی، وادرا فناء کا تقدس اور دانش کدوں کی شوکتیں محفوظ ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ کے انھیں احسانات کو دیکھ کر باسائن ملت خلیفہ مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

اس وقت کے دانشور اور غور کرو! امام احمد رضا کا ایک ایسا وجود مسعود
جو تنہا آنکھوں پر بھاری بھر کم تھا انھیں خراج عقیدت پیش
کرنے کیلئے اگر زبان و قلم کا پورا سرمایہ اکٹھا کر دیا جائے تو اس کی
زندگی کے چند لمحات کا شکریہ ادا کرنے کیلئے ناکافی ہوگا۔ عقل
حیران ہے کہ زبان و قلم کیلئے نیاز مندوں کی بھیک کہاں سے مانگی
جائے اور کس عزائد عامرہ سے مگوہر نگار جن چن کر ان کے
قدموں پر پھجھار کئے جائیں جس سے امام احمد رضا جیسی قدآور
شخصیت کی دینی و دنیوی خدمات کا حق ادا کیا جاسکے۔

(دیوبند کی خانہ تلاشی صفحہ ۱۲)

یہ اس فاضل کا تاثر ہے جس کے قلمی اور لسانی خدمات کی ضلیا شیوں سے علاقہ کا علاقہ روشن ہے۔ مگر یہ ابو عصمت کا جو علم و ادب سے کورے اور بالکل تہی دست ہیں وہ اس آفتاب فضل و کمال سے آنکھیں ملانے چلے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمات کو سراہنے کی بارگاہِ عبقری میں تجدد نیاز لاتے، ان کے قلمی سرمایہ سے دلوں کی تجوری کو بھر دیتے۔ ان کے علم و شعور کے گل و لالہ سے قلب و نظر کو تازگی بخشنے ان کی پرکشش شخصیت کے جلوؤں سے دل و نگاہ کی واوی کو سجاتے اور اسلامی نظریات کو پیغامِ رضا کی شکل میں عام و تمام کرتے لیکن یہ تاریخ کے ساتھ کتنا بھاریک مذاق ہے کہ عمل کی تعمیر، فکر کی تقدیس اور عشقِ مصطفیٰ کی تعمیر میں جس کی حیات کا لمحہ لمحہ مصروف ہو۔ عمر بھر جس نے سماج میں جنم لینے والی ہر انیوں کے خلاف جہادِ بالقلم سے کام لیا ہو اور جس کے قلم کی لادندہ خیر و صلاح اور نجات و فلاح کا لہر کرسم بن کر دلوں کی بجز زمین پر رستی رہی اور سیر الہی کے بعد قلب و فکر کی کشت و یلہاں پر اتباعِ شریعت، حب رسالت اور رب کی خشیت کے نہ جانے کتنے شاداب پھول مسکرانے لگے اور آج اسی پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ بدعتی فرقہ کا بانی تھا۔ مگر کوئی درد مند دل مانتے کہ اگر شرک کی مسموم نغمہ میں توحید کا چراغ جلانا، توہینِ نبوت کے پر آشوب ماحول میں محبتِ رسول کی شمعیں روشن کرنا اور ابدِ عات کی آندہ می می اولیاءِ عظام کی عظمتوں کی قد بلیں فروزاں کرنا یہی بدعت ہے تو پھر ہم ان کی علمی، مفلسی، ذہنی تلاشی اور یتیم الہی پر کوئی ماتم نہیں کرتے۔

کہتے ہیں کہ تاریخِ حقیقت کا ایک بے غبار آئینہ ہو کر آتی ہے جو گردشِ ایام کا اثر قبول کئے بغیر اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ اس ناورد و زگار شخصیت کے ساتھ بھی کچھ

ایسا ہی ہوا محققین نے جس قدر حقائق پر پردے ڈالے، الزامات کا نشانہ بنانا چاہا اور پر وقار ذلت کو مجروح کرنے کی جتنی سازشیں رچی گئیں حقیقتیں طشتِ اہلام ہوتی چلی گئیں، انکار کی خوشبو پھیلتی رہی، تاہم خیالات کی کرنوں سے دلوں کے آفاق جگمگانے لگے اور آج اس عالمی شخصیت پر تحقیق و ریسرچ کرنے والے اسکالر زور محققین حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہیں جس موضوع پر اپنی تحقیق کی بنیاد رکھتے ہیں تلاش و جستجو اور لوح و قلم کی ساری پونجی لٹا دینے کے بعد انھیں یہی احساس ہوتا ہے کہ فضل و کمال، علم و فن اور فکر و دہائی کے اس بحرِ تیز راں کا نہ کوئی پاٹ ہے نہ دھار اور پھر انھیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس ایک بیکر میں علم و شعور کی استعد رسانی یہ کسب کی بنیاد پر نہیں بلکہ تائیدِ ربانی اور فیضانِ الہی کا نتیجہ ہے۔

ایک داعی اس فلسفہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ جہاں سے خیر و شر کے چشمے ابھرتے ہیں وہ انسان کا دل ہے اگر معاصی کے جراثیم سے دل پاک و صاف ہو گیا تو دوسرے اعضاء کو سونوارنا بہت آسان بات ہے یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ قلب کی پاکیزگی پر زیادہ زور دیتے ہیں، آئیے اس پر سو سو مصلح کی کواڑ کو آپ بھی کالں لگا کر سنئے۔

قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف جاتا ہے اور معاذ اللہ معاصی اور کثرتِ عبادت سے اندھا کر دیا جاتا ہے اب اس میں حق کو دیکھنے سمجھنے اور غور کرنے کی قابلیت نہیں رہ جاتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے۔

(ملفوظ شریف)

مندرجہ بالا تحریر کو پڑھنے کے بعد اس مخلص داعی کے اضطراب اور درد و کرب

کو آپ بھی محسوس کیجئے کرب کا یہی وہ داعیہ تھا جو امام احمد رضا قدس سرہ کو عمر بھر قلمی جہاد کرنے پر مجبور کرتا رہا کیوں کہ ایک سچے عاشق رسول، پر سوز قائد اور مذہبی رہنما کی نگاہ میں ہر لمحہ اسلامی احکام شرعی اصول قرآنی تعلیمات اور نبوی ارشادات و فرمودات کے حسین جلوے ہوتے ہیں جس کے اجالے میں اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا وہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔

”امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ“ کے حوالے سے ایک مختصر رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے قصبہ جنگ نظری کی سطح سے اوپر اٹھ کر اس کا مطالعہ کیجئے اور قبول حق کی کوئی ہلکی پنڈکاری بھی ذہن و فکر کے کسی گوشے میں سنگ رہی ہو تو انصاف و دیانت کا خون کئے بغیر جواب دیتے کیجئے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے بدعات اور غیر شرعی رسومات کو فروغ دیا ہے یا اس کے خلاف جنگ لڑی ہے۔

قلمی جدیت حضرت علامہ مفتی محمد امان الرب صاحب، حضرت علامہ غلام مصطفیٰ غم القادری صاحب، حضرت علامہ مفتی ایاز احمد مصباحی، حضرت علامہ مفتی منظور احمد مصباحی، حضرت علامہ محمد عیسیٰ رضوی مصباحی، حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی ان اہم شخصیات کی نیک تمنائیں اور پر خلوص دعائیں ہمارے ساتھ ہیں جب بھی کٹھن نجات آتے ہیں تو مذکورہ حضرات ہماری دستگیری فرماتے ہیں۔

رب کا نہایت سب کو دائرین میں عافیت عطا فرمائے آمین

محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

خادم جامعہ قادریہ کوئٹہ واپس

تقدیم

حضرت علامہ غلام مصطفیٰ صاحب نجم القادری

رہبر سراج اسکالر میسور یونیورسٹی، میسور، کرناٹک

کیا حال ہوتا کشمیری ملت کا اگر امام احمد رضا نے بروقت اس کی پاسبانی نہ فرمائی ہوتی، کیا حال ہوتا عقیدہ و عقیدت کے گل و غنچہ کا اگر بدعات کی بادِ موسم کے سانسے آپ نسیم سحری نہ بن گئے ہوتے، اور کیا حال ہوتا ایمان و عمل کے دژ بے بہا کا اگر لیروں کے ظاہری و خفی حملے سے کپ نے لوگوں کو متنبہ نہ کیا ہوتا۔ اگر میں یہ کہوں تو بالکل حق بجانب ہو گا کہ دین و ضروریات دین پر چوڑھی حملے ہو رہے تھے تن تو امام احمد رضا چھپن علوم و فنون کے خزانہ واسلے سے لیس ہو کر ان تمام طوفانِ جفا کے سامنے سدِ سکندر بنے ہوئے تھے۔۔۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عہدِ رضا میں علم و فکر کی بزمِ سوئی تھی، میں یہ نہیں کہتا کہ خانقاہیں حق، ہو کی صدا لے لاتی تھیں، میں یہ بھی نہیں کہتا کہ اسلام کے چیلے اور جانثار فرزندوں سے اسلام کی گود غیر گدا تھی، میں تو صرف یہ کہتا چاہتا ہوں کہ اسلام و ایمان کے گلشن کو تاراج کرنے کی جب مہم جوئی اسکیمیں اپنے شباب پر تھیں، عقیدہ و عقیدت کے خزانے پر جب شبِ خون مارے جا رہے تھے، عمل کے نام پر ایمان جب لوٹا جا رہا تھا تو اس کالی رات اور گھٹا شور فضا میں وہ کون تھا جس نے جان جو سگھم ڈال کر اور سر ہمتی پر لے کر وقت کی طاغوتی طاقتوں کو لٹکارتے ہوئے کہا تھا۔

ادھر آؤ پیارے ہنر آزمائیں

تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

برصغیر کی پوری ۱۹ ویں صدی چھان ڈالنے صرف اور صرف ایک فوری چہرہ نظر آتا ہے جسے سب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کہتے ہیں۔ ہاں اہل علم نے آپ کا ساتھ دیا ہے، مخالفوں نے آپ کی حمایت کی ہے، سجادہ نشینوں نے تائید کے پھول برسائے ہیں، اسلام کے جبالے فرزندوں نے حوصلوں سے آپ کا دامن بھرا ہے مگر ہر محاذ پر جو مقدمہ الجیش کا تاج زریں سجائے کبھی قلب لشکر، کبھی مینہ اور کبھی میسرہ پر چھٹ چھٹ کر دلوں کا تھادہ صرف بریلی کا تاجدار ہے۔۔۔۔۔ آپ کی زندگی کی سب سے عظیم خوبی جو آپ کے معاصرین پر آپ کو مشرف و ممتاز کرتی ہے وہ یہی آپ کی جوانمردی و حق گوئی و بیباکی ہے۔۔۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روہا ہی

آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ شمشیرِ شریعت کی زد پر پڑنے والا کون ہے ہمیشہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ عقیدہ و عمل میں بدعت و خرافات کا حامل کون ہے، اپنا، وہاں بیگانہ اسی اقتدارِ نظر سے آپ نے سب کی خبر لی ہے اور حق یہ ہے کہ خوب لی ہے، ہم تو ان کی نگارشات و ملفوظات میں دیکھتے ہیں کہ جنہیں اپنی علمی حذاقت و مہارست پر ناز تھا، ارد گرد و تلادمہ کا جم غفیر تھا، حلقہٴ اراوت و عقیدت بھی وسیع تھا لیکن خلافِ شرع عمل و حرکت پر حضرت رضائرِ یلوی نے ان کی پرواہ نہیں کی، ادب سے ٹوکا، محبت سے متنبہ کیا، پیار اور نرمی سے سمجھایا، مان گئے تو ٹھیک ہے ورنہ شرعیّتِ مطہرہ کا دودھ ٹوک

فیصلہ سنا دیا۔ کوئی خانقاہ اگر بدعت و منکرات میں پھنس گئی ہے تو آپ نے اسے بھی ہدایت کی، عقیدت میں اگر کہیں غلو اور تکبر و عمل میں کبھی پائی جادہی ہے تو وہاں بھی ضرر خراب کیا، روش حیات اگر غلط و گمراہ چل پڑی ہے تو آپ وہاں بھی چراغ حق و ہدایت لئے رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں، اور اگر کوئی شومعنی قسمت سے تنقیصِ اہو بیت اور توہین و رسالت کا مرتکب ہوا ہے تو پھر آپ کا ہر وار و رضا کے نیرے کی مار کا منظر پیش کرتا نظر آتا ہے۔ اس وقت آپ کا قلم، قلم نہیں برقی خاٹل نظر آتا ہے۔ غرض کہ امام احمد رضا صرف عمل کے داعی و مصلح نہیں بلکہ عقیدہ و عمل دونوں کے آپ محسن و مصلح نظر آتے ہیں، وہی کوئی اصلاحی تحریک ہے کہ عمل کا جسم ظاہری زینت و سنگھار سے آراستہ کر دیا جائے اور اس میں ایمان کی روح نہ چھوگی جائے۔ امام احمد رضا اس نصب العین سے غلطی واقف تھے انہوں نے جسم و جان دونوں کی آراستگی و مشاطہ کی کافرینہ انجام دیا ہے۔ لہذا میرا خیال ہے کہ جب بھی امام احمد رضا کی نسبت سے اصلاح معاشرہ کی بات کی جائے تو دونوں پہلوئوں کو سامنے رکھنا چاہیے۔ معاشرہ کی اصلاح صرف عمل سے نہ کبھی ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے اور نہ یہ اسلامی تصور ہے۔ ایک پاکیزہ، صالح اور با مقصد معاشرہ کی تشکیل کیلئے ضروری ہے اس کے سنگ بنیاد میں ہی ایمان و عقیدہ کی روح رچا بسا دی جائے پھر عمل کی دیوار چنی جائے، اسلام صرف عمل کا نام نہیں بلکہ ایمان و عمل دونوں کے حسین مجموعہ کا نام ہے۔

زیر نظر کتاب عزیز گرامی مولانا محمد قمر الزماں مصباحی کے ذریعہ تیار کلام کا حسین شاہکار ہے، پس پڑھتے جائیے جھوٹے جائیے۔ عزیز موصوف نے مختصر اور ان پر جامع اور سلیط مضامین کو سینیٹے کی بڑی محمود کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت

کا انہیں وارن میں صلہ و ثمرہ عطا فرمائے۔ (آئین) تاہم عقیدہ کی صحت کو شاید انہوں نے قلت صفحات کی شکوہ سنی کے پیش نظر چھیننے کی کوشش نہیں کی ہے۔ اس تعلق سے دو چار گوشے ہدیہ ناظرین ہیں تاکہ قاری کو کسی جہت سے کتاب میں قطعی کا احساس نہ ہو۔

(۱) دین سے دوری اور شریعت سے بے خبری نے لوگوں کو اس نتیجہ پر پہنچا دیا ہے کہ اللہ اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے بھی آج کا انسان بڑا بے باک ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ جسارت جا پہنچی ہے کہ اگر شریعت کا ضابطہ سمجھایا جائے تو بعض عاقبت ناندیش لوگ یہاں تک کہ جاتے ہیں کہ ”ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے“ ایسا ہی سوال جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ سے ہوا تھا تو آپ کے قلم کا بیورو کیسے: ”وہ لفظ جو اس نے کہا کہ ہم خدا و رسول کو نہیں جانتے یہ صریح کلمہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے نکاح چاہیے۔“

(۲) ان کی غیرت عشق اپنے خدا اور رسول ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ کے استعمال سے بھی گریز کرتی جو دشمنان خدا اور رسول ﷺ نے استعمال کیا ہو اور وہ ان تکلیف گلام بن چکا ہو۔ لفظ صاحب کے تعلق سے آپ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: جائز ہے حدیث میں ہے اللہ انت صاحب فی السمر والظیفہ فی المال والاصول ولد اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا حاصل صاحبکم وما غوی۔ لیکن اللہ صاحب کرنا اسمائیل و ہوی کا محاورہ

ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں تاہم پاک کے ساتھ صاحب کہنا گریہ و پار یوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہئے۔ (المفوظ۔ سوم)

(۳) آج کل جاہل صوفیوں کا جیسے ہیضہ کیا ہوا ہے، بیلا پیارا رنگ چڑھا لیا اس وہ قید و بند شریعت سے آزاد ہو گئے جو جی میں کیا کیا جہنم میں لایا گیا دیا۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ ”عشق“ کا استعمال دھڑلے سے کر رہے ہیں۔ علم تو ہے نہیں کہ کبھی اس کے لغوی و اصطلاحی معنی کی طرف غور کرتے اور نہ علماء کی قرمت و رفاقت ہی ہے کہ ان کی اصلاح ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور ﷺ کو اس کا معشوق کہنے کے تعلق سے جب امام احمد رضاؒ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ: ”ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے ایسا لفظ بے درود ثابت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ہفتم)

(۴) بد قسمتی سے آج کچھ لوگ حضور عالم باکان و مایکون صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک میں بھی قبل و قال سے نہیں چوکتے حالانکہ علمائے اہل سنت نے خاص اس عنوان پر علمی تحقیقات کے دریا بہا دیئے ہیں۔ جب علمائے اہل سنت کی وزنی دلیلیں کسی طرح نہیں اٹھتیں تو یہ بے حکما الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ علم مصطفیٰ اور علم خدا کو مساوی قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کا موقف کیا ہے امام اہلسنت کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں: ”علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے، اس کے غیر کیلئے محال ہے جو اس سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ کے کمتر سے کمتر غیر خدا کیلئے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔“ (خالص الاعتقاد)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی، وہ واجب یہ

ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ مخلوق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری
البتاعہ یہ جائز القناع، وہ محتج البصیر یہ ممکن التبدل۔ (انباء المصلط)

علم خدا اور علم مصطفیٰ میں برابری کے تصورات و اثرات کے تار و پود بکھیرتے
ہوئے فرماتے ہیں: ”برابری تو در کنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کر دی ہے
کہ اگر تمام اولین و آخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الہی سے وہ نسبت ہرگز
نہیں ہو سکتی جو ایک قطرہ کے کوروریں کو کورور سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی
متناہی کے ساتھ اور وہ غیر متناہی، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔“
(المفوطہ - ازل)

۵) اسلام اور نظریات اسلام کی روح اس وقت مجروح ہو جاتی ہے جب کہیں سے
یہ کواڑ آتی ہے کہ ”کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے“ کیا ظلم ہے، چاہے وہ اللہ اور اس کے
پیارے رسول ﷺ اور پیارے دین اور ضروریات دین کے بارے میں کچھ بھی لکھے
اور بے ”معاذ اللہ“ اس مذموم نظریے سے آج دین کا جتنا نقصان ہو رہا ہے شاید ہی
کسی دور میں ہو اور۔ اسی ظالم نظریے نے ظالم و مظلوم، حق و باطل، نور و ظلمت کو
آج ایک پالیٹ فارم پر ملا کر اُٹھایا ہے۔ معاشرہ ایسا مخلوط ہو گیا ہے کہ اپنے اور بیگانے،
دوست اور دشمن، وفادار و غدار کو پہچان مشکل ہو گئی ہے۔ اگر یہ پھوٹ وید کی جائے
تو اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ ایک نیا اسلام گڑھ کر رکھ دیں گے۔ اسلام
مذہب حق ہے اور حق کو حق، باطل کو باطل کہنے کا داعی۔ اسلام کی پالیسی بالکل صاف
در روشن ہے اس میں کسی طرح کی کوئی تاریکی اور ڈولیدگی نہیں ہے۔ وہ لوگ جو
کچے بے دین، بدعتی ہو جائیں اس کے بارے میں اسلام کا نظریہ اور ہے اور وہ لوگ

جو ابھی شک و ریب میں مبتلا ہیں، مذہب ہیں ان کے تعلق سے اسلام کا نظریہ اور
ہے۔ جو لوگ اپنے قول و فعل سے جس خانے میں چلے جائیں ان کی اصلاح اسی
علامت اور زاویے سے ہوگی، ان کے تعلق سے شریعت کا فیصلہ امام احمد رضا کے
قلم سے یہ ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا یا ایہا النبی جاهد
الکفار والمنافقین واغلظ علیہم۔ اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور
ان پر سختی کر، یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم، تو
بے شک بڑے خلق پر ہے۔“ (المفوطہ) اور جو لوگ ابھی نیم پختہ ہوں، مذہب ہوں
ان کے بارے میں شریعت کی سنجیدہ طبعی اور امام احمد رضا کی نرم گفتاری کا منظر
ملاحظہ ہو: ”دیکھو نری کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز نہیں حاصل ہو سکتے۔
جن لوگوں کے عقائد مذہب و دل ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔“
(المفوطہ)

آج جو لوگ اپنے آپ کو پیغمبر انظر کہتے ہیں اور بڑی فیاضی سے وسعت نظری
کی دعوت دیتے پھرتے ہیں وہ قرآنی اصول کی روشنی میں اپنی روشن خیالی کو پرکھیں۔
اخلاق یہ نہیں کہ آدمی کتاب و سنت سے بیکانہ محض ہو جائے۔ اخلاق یہ نہیں کہ دین
کے تقاضے کو پامال کر کے کسی کی خوشنودی خیال کی جائے۔ حسن اخلاق یہ ہے کہ
دینی تقاضوں کی کما حقہ رعایت کے ساتھ کسی سے دوستی و نرمی اور نسبت و تعلق رکھا
جائے۔ دین کے تقاضوں میں بنیادی چیز اللہ اور اس کے رسول متبول ﷺ کی رضا
اور خوشنودی ہے۔ اس رضا کی تحصیل و تحمیل میں چاہے کوئی چھوٹے پرواہ نہ کی
جائے۔ آپ خود سوچیے اگر احباب و اصداق قاعی رعایت میں آنحضرت شریعت کو صمد

بیچ جائے، اللہ اور اس کے رسول ہی ناراض ہو جائیں تو کس کام کی یہ دوستی۔ دوستی اور دشمنی کا جو معیار شریعت نے مقرر فرمایا ہے اس کی پاسداری یہ مسلم و مومن کے لئے ہمہ دم لازمی ہے۔ امام احمد رضا میں یہ وصف اپنے تمام جہاں و کمال کے ساتھ ہر جگہ نظر آتا ہے۔ آپ کا مطلع نظر ہمیشہ یہ رہا کہ حق کوئی وہابی کا داس نہ چھوئے، اچھی اور سچی بات ہر کسی کو دو ٹوک بتائی جائے، چاہے وہ اپنا ہو یا بیگانہ۔ آپ کی حیات کا ہر لمحہ گواہی دے رہا ہے کہ آپ نے اپنی پوری توانائی و جگر کا دی اور اولوالعزمی و بلند مرتبتی سے خدا و مصطفیٰ کی خوشنودی کے لئے اس فریضہ کو انجام دیا۔ اپنے منصب کا جتنا وقار آپ نے سمجھا اور بلند رکھا ہے آپ کے عہد زریں میں شاید ہی کسی نے رکھا ہو، رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ میں اپنے آپ کو فنا کر کے بقا کا شیریں جام نوش فرمایا، دیکھئے کتنی پیاری التجا ہے جو انہوں نے کی ہے۔

کام دے لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہے نام رضا تم پہ کروں درود

کلمہ تحسین

ادیب شہیر حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب صدیقی

مدیر اعلیٰ پیغام رضا۔ پوکھیرا۔ بہار

جہاں امام احمد رضا فاضل ربیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا چراغ نہیں جلتا وہاں تاریکی رہا کرتی ہے یہ تاریکی فکر میں بھی ہوتی ہے عمل میں بھی ہوتی ہے اور عقیدت میں بھی۔ امام احمد رضا عشق رسول ﷺ کی کس منزل پر فائز ہیں اس کا سراغ اب تک کوئی نہ پاسکا ہے اور علوم و فنون کے کتنے شہتاونوں پر ان کا قبضہ ہے اس کا سہی اندازہ ایک کسی کو نہ مل سکا ہے۔ آپ کی ذات ہر اعتبار سے اس لائق ہے کہ اجتماعی طور پر آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ آپ کی تالیفات و تصنیفات کو کوئی سے لیکر اعلیٰ درجہ ہوں تک نصاب میں شامل کیا جائے۔ آپ کے نام پر بڑے بڑے تحقیقی، سائنسی اور ادبی کا قیام عمل میں لایا جائے اور دنیا کی مختلف زبانوں میں آپ کے افکار و نظریات منتقل کیے جائیں تو تاریکیاں دور ہوں گی اور عشق و ایمان کا نور تیزی کے ساتھ پھیلے گا۔

ہمارے نوجوان علماء میں کام کرنے کا بے پناہ جذبہ موجود ہے اور وہ دینی و ملی سرگرمیوں میں پیش پیش رہنا چاہتے ہیں لیکن ان کی کوئی پشت پناہی نہیں کرتا اور ان کے درد کو کوئی محسوس نہیں کرتا، بے یقینی اور بے اعتمادی کے سائے ہر طرف سنگر انداز ہیں قوم کے ایمان و عقیدے پر شب خون مارا جا رہا ہے، بد عقیدگی کے جراثیم ہر روح میں سرایت کرنے کیلئے پرتوں رہے ہیں۔ خرمن عشق و محبت میں چنگاری

وال دہی گئی ہے کسی وقت بھی ہو گا ایک معمولی جھوٹکا اسے جاہ و برباد کر سکتا ہے ایسے ماحول میں قوم کو صحیح سمت سفر عطا کرنے والے افراد کی سخت ضرورت ہے جو قوم کے ایمان و عقیدے کے چمن کو بادِ صحرے کے تند جھونکوں سے چا سکیں۔

امام احمد رضا نے قوم و ملت کی ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی کی ہے اور یقیناً ان کے رہنما اصول کا مہاب زندگی کے ضامن ہیں بس ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے سہل انداز میں پیش کیا جائے تاکہ ہر خاص و عام اپنے طرف کے مطابق استفادہ کر سکے۔ اسی کی ایک کڑی "امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ" ہے۔

فاضل گرامی حضرت مولانا قمر الزماں صاحب مصباحی ہر اعتبار سے ملی سرائے کی حیثیت رکھتے ہیں میں نے موصوف کو بہت قریب سے دیکھا، پڑھا اور پرکھا ہے۔ ان کا دل ہر وقت ملت کے غم میں دھڑکتا رہتا ہے۔ ان کے نزدیک امام احمد رضا کی ذات ہی اتحاد و محبت کی علامت ہے۔ فکر کی پاکیزگی، تحریر میں لطافت اور طبعی اعتبار سے بوی سادگی کے حامل ہیں۔

"امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ" آپ کی تازہ ترین تالیف ہے۔ اسکے مطالعہ کے بعد جہاں آپ کے ایمان و یقین کو تازگی ملے گی وہیں امام احمد رضا پر لگائے گئے بے جا الزامات کے پردے چاک ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور عقیدے کی کائنات میں گل و لالہ کھلتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ دعا ہے کہ رب کائنات اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مولفہ کے علم میں، عمر میں بے پناہ برکتیں اور دارین میں ہر طرح کی عاقبت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو پیغامِ رضا کی بڑے پیارے پراشاعت کے ذوق لطیف سے نوازے۔ آمین بجاو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم

ولادت باکرامت: امام احمد رضا کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق سہم جون ۱۸۵۶ء روز شنبہ طہر کے وقت شہر مدینہ شریف۔ محلہ جہولی میں ہوئی۔ حضور امام احمد رضا نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے اپنا سن ولادت استخراج فرمایا:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيْدِيَهُمْ مَّوْبُوءَةً ۚ

وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی۔ (کنز الایمان)

آپ کا پیدائشی نام محمد ہے اور تاریخی نام المختار ہے ۱۲۷۲ھ جد امجد ﷺ نقی علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ء) نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا جس نام سے آپ مشہور ہیں بعد میں آپ نے اپنے اسم شریف کے ساتھ عبدالمطہری کا اضافہ فرمایا چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں

خوف نہ رکھ رضاور اوتو ہے عبد مصطفیٰ

تیرے لئے لانا ہے تیرے لئے لانا ہے اے

خاندانی منجابت: آپ کا خاندان فضل و کرامت، اہلادت و سیادت اور علمی و فکری عبقریت میں شروع سے ہی یکتا روزگار رہا۔ آپ کے والد گرامی امام احمد رضا مجاہد آزادی حضرت علامہ شاہ نقی علی خاں علیہ الرحمہ صاحب تصانیف کثیرہ، بلند پایہ فقیہ اور تاجِ روزگار عالم دین تھے۔ حضرت علامہ شاہ رضا علی خاں قدس سرہ درویش کامل اور مرجعِ خلائق بزرگ تھے۔ حضرت حافظ شاہ کاظم علی خاں رحمۃ اللہ علیہ فوج کے سپہ سالار اور ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ایسے آغوشِ علم و

کرم فضل و کمال اور گوارہ شعور و ادب میں آپ کی تربیت ہوئی۔

ذہانت و فطانت: آپ چھن ہی سے اعلیٰ ذہن، بلند دماغ اور زبردست قوت حافظہ کے مالک تھے۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔

میرے استاذ جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ کتاب دیکھ کر بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بہ حرف لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرماتے لگے احمد میاں یہ تو کو تم آدمی ہو یا جن مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کی یاد کرتے دیر نہیں لگتی..... ۲۔

آپ نے چار سال کی عمر شریف میں ناظرہ قرآن عظیم مکمل فرمالیا۔ ۶ سال کی عمر میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر منبر پر جلوہ افروز ہو کر نہایت بیخ اور موثر خطاب فرمایا اور گیارہ سال کی عمر میں ہدایہ النجلی عربی میں شرح لکھی یہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔

فراغت: ۱۳ برس ۱۰ ماہ ۵ دن کی عمر میں ۱۳ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ میں سند فراغت سے نوازے گئے..... ۳۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

”وسط شعبان ۱۲۸۶ھ / ۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن کا تھا اور اسی تاریخ سے مجھ پر نازل فرض ہوئی اور میں احکام شریعہ کی طرف متوجہ ہوا“..... ۴۔

قوت حافظہ: ایک مرتبہ آپ پہلی بحیث شریف تشریف لے گئے اور حضرت

مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مہمان ہوئے۔ انشاء مفتگو میں عقود الدریہ فی تنقیح فتاویٰ الحامیہ کا ذکر چل پڑا۔ حضرت محدث سورتی نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے کتب خانے میں ہے اعلیٰ حضرت نے اس وقت تک اسے دیکھا نہیں تھا۔ فرمایا جاتے وقت میرے ساتھ کر دیتے گا۔ حضرت محدث سورتی نے کتاب لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دی اور یہ بھی فرمایا کہ ملاحظہ فرمائے کہ بعد بھیج دیتے گا۔ آپ کے یہاں کتابیں بہت ہیں اور میرے پاس تو کتنی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتاویٰ دیا کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت کو اسی دن آتا تھا مگر ایک جہاں ٹار کی دعوت پر رکنا پڑا آپ نے رات میں عقود الدریہ کی دو ضخیم جلدوں کا مطالعہ فرمایا دوسرے دن صبح نماز کے بعد بریلی کا قصد فرمایا لیکن عقود الدریہ کو سامان میں رکھنے کے بجائے محدث صاحب کے یہاں واپس بھجوا دی۔ اس واقعہ کے بعد محدث صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ کیا میری اتنی سی گزارش پر کہ مطالعہ کے بعد میری کتاب واپس فرمادیں گے۔ آپ کو اتنا ملال ہوا کہ آپ کتاب ابھی واپس کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کل جانا ہوتا تو بریلی لے جاتا لیکن جب رک گیا تو شب میں اور صبح میں پوری کتاب دیکھ ڈالی اب لے جانے کی ضرورت نہیں۔ محدث صاحب نے فرمایا ایک مرتبہ کا دیکھ لینا کافی ہو گیا آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین سال تک جہاں کی عبارت چاہوں گا فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا..... ۵۔

وسعت علمی: ایک مرتبہ شہر بریلی میں ۱۲ ربیع الاول شریف کے عظیم الشان

جلسہ میں اعلیٰ حضرت نے صرف بسم اللہ کے باوجود اسم اللہ پر مسلسل کئی گھنٹے ایسی تقریر فرمائی جس سے حضور علیہ السلام کے جوہر نوال، جاہ و جلال اور حسن و کمال کے دریا منڈنے لگے آپ نے انہیں دو لفظوں باوجود اسم اللہ خالص علمی روش پر فضائل رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی باتیں بیان فرمائیں جس سے اہل علم کے بھی کان نا آشنا تھے..... ۶۔

ایک بار حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کے عرس میں ہدایوں تشریف لے گئے اور آپ نے صرف سورہ النبی پر صبح نو بجے سے ۱۲ بجے تک مسلسل تین گھنٹے تقریر فرمائی یہ واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت کی تقریر خالص علمی تحقیقی مضامین پر مشتمل ہوتی تھی۔

پھر اسی مجلس میں اعلیٰ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ سورہ النبی کی چند آیتوں کی تفسیر ۸۰ جزی تک لکھ کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کمال سے لاؤں کہ پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھوں۔

فقہی عبقریت: جدید تحقیق کی روشنی میں آپ کو کائنات علوم و فنون پر کامل درک اور مستند تادمہ حاصل تھا آپ کی فکری عبقریت، علمی وجاہت، فقہی بصیرت، طرز استدلال، قوت تحریر، استنباط ذہن، قلبی بائگن اور خدا واد شوکت و جلالت کو اپنے اور غیر سب نے تسلیم کیا ہے ڈاکٹر اقبال لاہوری نے اپنا تاثر ان لفظوں میں پیش کیا ہے۔

وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے

اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک و ہند کے کیسے پانچ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طالع اور ذہین فقیہ مشکل ملے گا ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تجربہ علمی کے شاہد عدل ہیں..... ۸۔

مولوی عبدالحی کنھوی نے یوں لکھا ہے:

بندر نظریہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی و جزئیاتہ - یعنی فقہ حنفی اور اس کے جزئیات میں جو ان کو عبور حاصل تھا اس کی نظیر شاید کہیں ملے..... ۹۔

مولوی ابوالحسن علی میاں ندوی نے ان لفظوں میں اعتراف کیا ہے:

حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علماء حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جواب بھی تحریر کئے فتوہ فقہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت و کچھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے..... ۱۰۔

بیعت و ارادت: امام الفضلاء بدرالسماء، قدوة العارفین، سید السالکین خاتم الاکابر حضرت سید شاہ کل رسول ہارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہے؛ بیعت ہونے کا واقعہ بھی بڑا اٹوٹھا ہے حضرت مولانا شاہ حسین رضا لکن

استاذ زامن حضرت علامہ حسن رضا بیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیرت اعلیٰ حضرت میں رقمطراز ہیں۔

ایک دن دوپہر کو اعلیٰ حضرت قبلہ روئے روئے سو گئے خواب میں اپنے دلوا جان حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کو دیکھا وہ تشریف لائے اور فرمایا وہ شخص عنقریب آنے والا ہے جو تمہارے اس درد کی دوا کرے گا چنانچہ اس واقعہ کے دوسرے یا تیسرے روز تاج الخول حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے جا کر حضرت شاہ آکل رسول قدس سرہ سے مرید کروایا حضرت خاتم الاکابر قدس سرہ نے اعلیٰ حضرت کو دیکھتے ہی جو الفاظ فرمائے تھے وہ یہ تھے ”آئیے ہم تو کی دن سے آپ کے انتظار میں تھے“

مرشد برحق کی بے انتہا نوازشوں کو دیکھ کر دیگر مریدوں کو حیرت بھی ہوئی تو حضرت اقدس خاتم الاکابر نے فرمایا یہ دونوں باپ بیٹے صاف دل لے کر آئے تھے بس تھوڑی سی توجہ کی ضرورت تھی جو نسبت حاصل ہونے کے ساتھ ہی حاصل ہو گئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی بیعت پر فخر ہے۔ حضرت مولانا عنایت محمد غوری رضوی فیروز پوری اپنے ایک مضمون میں تحریر

فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل ہندوستان خلد مکان کے پیرو مرشد حضرت امام العارفین مولانا سید شاہ آکل رسول قادری مارہروی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں اگر خدائے بزرگ و برتر مجھ سے فرمائے گا کہ میرے واسطے تو کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کر دوں گا..... ۱۱۔

تجدیدی کارنامے : آپ نے اپنی شوکت علمی اور طہارت فکری کے ذریعہ احیائے دین، اشاعت اسلام، البلاغ حق اور دعوت الی اللہ کا جو زریں کارنامہ انجام دیا ہے وہ یقیناً بے مثال ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ کے تجدیدی کارنامے سے متاثر ہو کر آپ کے علمی عبقریت کے آسمان پر بسود نیاز لاتے ہوئے محافظ کتب الحرم شیعہ اسلمیل خلیل علی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

بل اقول لو قبل فی حقہ انہ مجدد ہذا القرن لکان

حق و صدقاً..... ۱۲۔

ترجمہ : بیشک میں کہتا ہوں کہ ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو بے شک یہ بات سچ اور صحیح ہے الغرض عرب و عجم کا گوشہ گوشہ آپ کی دینی خدمات اور تجدیدی کارناموں کا محترف ہے اور الحمد للہ آج بھی آپ کے علم و درست کی ضیاء باری، فکر و تحقیق کی پاکیزگی اور طہرہ فضل و کمال کی چاندنی ہر جگہ محسوس کی جا رہی ہے۔

سرور کو نبین محمد عربی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ان اللہ
یبعث لہذہ الامۃ علیہ داس کل مائتہ سنۃ من یجدد
لہا دینہا..... ۱۳۔

یعنی پروردگار عالم ہر سو سال کے بعد امت کے لئے مجدد مبعوث فرماتا ہے جو
اس مقدس دین کو زندہ کرتا ہے۔ فرمودہ مراسم اور بدعتوں کی آلودگیوں کو ختم
کر کے شریعت مقدسہ کے پاکیزہ اصول سے امت کو روشناس کرتا ہے اور خود اس
کے نقوش قدم گہم مشکقانہ راہ کے لئے خط مستقیم اور جادہ حیات بنی جاتے ہیں۔
اس حدیث پاک کی روشنی میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام
احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن
کی طرح آپ پر واضح ہو جائے گی کہ آپ کے وجود مسعود کا لمحہ لحد اس حدیث
مبارکہ کا کامل ترہان ہے۔ فکر و عمل سے لے کر زبان و قلم تک زندگی کی ہر ادوار اور
حیات کی ہر روش اپنے دامن میں اجراع شریعت کی چاشنی، ایحاء سنت کی دکشی،
تجدید دین کی تازگی اور عشق رسالت پناہی کی دلربائی کے نہ جانے کتنے ناز و انداز لے
ہوئے ہے۔

کرشمہ دامن دل می شد کہ جاییں جااست

میں نے آپ کے سامنے امام احمد رضا قدس سرہ کی حیات کا ایک اجمالی خاکہ
پیش کر دیا ہے تاکہ آپ کی عبقریت و آفاقیت کا صحیح اندازہ ہو سکے اور وہ لوگ جو آپ
کی عظمت اور خدا داد شوکت کے منکر ہیں انھیں حق و صداقت کی راہ نظر آجائے۔
اصلاح معاشرہ کے تعلق سے امام احمد رضا قدس سرہ نے کتنا انقلابی اور کلیدی

رول ادا کیا ہے اسے ان کی تحریر کے آئینے میں پڑھنے سے پہلے آئیے ان کی سیرت و
کردار کے بچتے ہوئے اس صاف و شفاف چشمہ کا سراغ لگائیں جس کے کنارے بیٹھ
کر اگر کسی نے ایک جرمہ بھی پی لیا تو اس کی ایمانی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا
ہو گیا اور جس کے نوک قلم سے نکل کر صفحہ قرطاس پر پھیلنے والا حرف حرف افکار و
نظریات اور اعتقاد و خیالات کے اندر کیف و دسرستی کی ایسی ضائیں بکھیر گیا جس
کے اجالے میں ہر حق پسند، منصف دماغ اور گم سیر راہ کے لئے سفر کرنا نہایت
آسان ہو گیا۔

ان کا سایہ اک تجلی، ان کا نقش پا چراغ

وہ جدھر گزرے اوھر ہی روشنی ہوئی گئی

آج بے پردگی اور حیاہ سوزی کا بھانک اور زہریلا اثر جس تیزی کے ساتھ
مسلم سماج کے اندر سرایت کر رہا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ یہ کتنا زبردست المیہ ہے
کہ مسلم خواتین شریعت اور قرآنی ارشادات سے دور ہو کر آزادانہ طرز حیات اور غیر
اسلامی روش کو اپنی زندگی میں داخل کرتی چلی جا رہی ہیں۔ ہو غلوں، پارکوں اور
تفریح گاہوں سے لے کر مقدس مقامات تک ایسی غیرت فروشی کا مظاہرہ کرتی ہیں
کہ جسے دیکھ کر شیطان بھی شرمندہ ہے۔ امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ سے جب یہ
سوال کیا گیا کہ مزارات پر عورتوں کا جانا کیسا ہے تو آپ فرماتے ہیں:

غیبۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے
یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوئی
ہے اللہ کی طرف سے اور صاحب مزار کی طرف سے۔ جس

وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے دو ضلہ النور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیم قریب بواجبات ہے اور قرآن نے اسے مغفرت ذنوب کا طریق بتایا ہے..... ۱۴

اولیاء کرام کے مقدس آستانے جہاں ہر لمحہ رحمت الہی کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور ہر پہل سعادت و برکات کی خیرات تقسیم ہوتی ہے جب ایسے باعزت اور پاکیزہ مقامات پر عورتوں کی حاضری موجب لعنت ہے تو وہ جگہیں جو شیطانوں، اوباشوں اور شریکوں کی آماجگاہ ہوں وہاں عورتوں کا بے حجابانہ گھومنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔ مگر یہ اہو بنی تہذیب اور فیشن پرستی کا کہ آج ہر خاص و عام اس ملک مرض میں مبتلا ہیں۔ کاش کہ لوگ امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریرات کی روشنی میں، اپنا حامیہ کرتے اور ہر اس فعل سے اپنے آپ کو روکتے جو خدا اور رسول کی ناراضگی اور غضب کا سبب ہے۔ نیز مخالفین کی جماعت جو الزام تراشی کرتی ہے کہ امام احمد رضا نے عورتوں کو مزارات پر جانے کی اجازت دی ہے اسے تعصب و تنگ نظری، بیتان تراشی اور افتراء پر دازی کی سطح سے اوپر اٹھ کر امام اہل سنت علیہ الرحمہ کی پر نور تحریر کا مطالعہ کرنا چاہیے ورنہ پھر داور محشر کے حضور جواب دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

آج کل بے شرع عیروں کا سیلاب آگیا ہے جسے دیکھو کا کل بیڑھا، انگلیوں میں انگوٹھیاں بچائے، رنگین کپڑے پہنے پھری مریدی کی دکان لگائے بیڑھا

ہے۔ یہ وقت کی کتنی بڑی شہیڈی ہے کہ جمعیت دارالوت اور رشد و ہدایت نیابت رسالت کا اہم باب ہے مگر کچھ نا عاقبت اندیش اور لان پڑھ عیروں نے اس پاکیزہ رشتہ کو بھی کمائی کا بہترین ذریعہ اور حصول زر کا اچھا وسیلہ بنا رکھا ہے نہ صوم و صلوة کی پابندی، نہ احکام شریعہ پر عمل، نہ اسلامی اصول سے واقفیت اور نہ ہی علم و آگہی سے کوئی تعلق اگر ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھنے تو بڑی بے باکی اور جرأت مندی سے جواب دیتے ہیں کہ شریعت الگ شے ہے اور طریقت الگ۔ امام احمد رضا ایسے عیروں کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عمر کا قول کہ طریقت نام ہے اصول الی اللہ کا محض جنون و جہالت ہے دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق طریقتہ طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو تو قیقنا طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بیہودا و قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک۔ جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل اور مردود فرما چکا ہے..... ۱۵

دوسری جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں اصلاً باہم کوئی تخالف نہیں اس کا دعویٰ اگر بے سمجھے کے تو زاجاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ و بد دین۔ شریعت حضور اقدس سید عالم ﷺ کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال، حقیقت

حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال ﷺ

..... ۱۶۰

پھر تحریر فرماتے ہیں۔

بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک بل ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت و لہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا المتعبد بغیر فلقہ کا الحممار فی المطاحون بغیر فلقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا چکی بھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں..... ۱۷۱

ان تحریروں کو حقائق کے اجالے میں پڑے اور آپ خود فیصلہ کیجئے کہ وہ بیہودہ شریعت کو بالائے طاق رکھ کر صرف طریقت کی بات کرتے ہیں وہ اسلام اور شرع کی نظر میں سخت مجرم ہیں یا نہیں لہذا آپ ایسے ہی بیہودوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیجئے جن کے دامن پر بہار سے اسلامی اور شرعی اصول و ضوابط کی ساری کشت و لست ہوں۔ آج کے اس پر فتنہ ماحول میں کچھ ایسے پیر بھی ملیں گے جو اپنی مریدہ سے منافقہ کرتے اور اپنے ہاتھ پاؤں کا لہو نہ دلواتے ہیں اور مریدہ بھی اسی طرح کے غیر عیالی افعال کر گزرنے میں کوئی شرم و عار محسوس نہیں کرتی۔

شرم ہی خوفِ خدا یہ بھی نہیں دہ بھی نہیں

بیعت و رضوان کے موقع پر حضور سید عالم نور مجسم ﷺ جب مردوں کی

بیعت سے فرصت کے بعد مکان کے اندر تشریف لے گئے اسی وقت عورتیں بیعت کیلئے حاضر ہوئیں تو حضور سید عالم ﷺ نے توقف فرمایا تو فوراً طائرِ سدرہ یہ آیت پاک لیکر حاضر خدمت ہوئے مبارک نازل ہوئی یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات ینابینک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا ینزلین ولا یقتلن اولادہن ولا یاتین بہتان بفتنہ بین یدہین وارجلہن ولا یعضلک فی معروفہ فیاہیعن واستغفر لہن اللہ ان اللہ غفور رحیم۔

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضعِ ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت کرو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ترجمہ رضویہ)

حضور رحمت عالم ﷺ نے اس آیت کے بموجب عورتوں کو بھی بیعت کر لیا حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ سے عورتوں کی بیعت صرف کلام سے ہوئی اور حضور کا دست مبارک کسی عورت کے ہاتھ سے نہ ہوا..... ۱۸۰

یہ حدیث ان پڑھ اور غیر شرعی بیہودوں کے لئے تازیانہ عبرت بھی ہے اور چرچا راہ بھی جو اپنی مریدہ لوں سے ہاتھ پاؤں کا لہو نہ دلواتے ہیں اب امام احمد رضا قدس سرہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے :

ہے شک غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم دیا (جل جلالہ دصلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میرا مریدہ کا محرم نہیں ہو جاتا نبی ﷺ سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہو گا یقیناً وہ ابو الزرح ہو تا ہے اگر پھر وہ جانے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا تو چاہئے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا..... ۱۹۔

آج اکثر اولیاء کرام کے مزارات پر قرآن و حدیث اور اسلام و سنت کے فیضان اور باطنی عرفان سے محروم سجادگان مزامیر کے ساتھ محفل سماع کا انتقا اور قوالی کی مجلس گرم کرتے ہیں ذحول باجوں کی آواز پر خود بھی تھرکتے ہیں اور مریدوں کو بھی خوب ٹریٹنگ دیتے ہیں اور اب تو نومت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ عرس کے ایام میں مرد و عورت کا شاندار مقابلہ ہونے لگا ہے نوحو بانہ مند۔ ان سجادگان کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اس فعل شنیع سے جہاں اسلام کا تقدس اور شریعت کا وقار مجروح ہو رہا ہے وہیں صاحب مزار کی روح اضطراب کی کروٹیں لے رہی ہے لہذا احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

مزامیر جنہیں منانے کے لئے حضور پر نور سید عالم ﷺ تشریف لائے تھے (کما فی الحدیث) مطلقاً حرام ہے

..... ۲۰۔

ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنگار ہیں اور ان سب کا گناہ اس عرس کرنے والے اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا

بھی گناہ عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ..... ۲۱۔

مزامیر یعنی آلات لمو و لعب بردہ واجب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق خدا کے کلمات عالیہ میں مصرح ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات علیہ سادات بہشت برائے سلسلہ عالیہ پشت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ارشاد عباد کی طرف نسبت محض باطل و افتراء ہے۔

حضرت سید فخر الدین رازی قدس سرہ کہ حضور سیدنا محبوب الہی سلطان الاولیاء نظام الحق والد نیا الدین محمد احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجلہ خلفاء سے ہیں جنہوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور میں بلکہ خود حکم دالا مسئلہ سماع میں رسالہ کشف التلذذ عن اصول السماع تالیف فرمایا

رسول کو بجالانے میں مسلمان اپنی شان و عظمت سمجھتا ہے مگر اس بات سے بالکل بے خبر ہے کہ اس ناجائز رسول کے پیچھے عیسائیت و یہودیت کی پوری مشنری لگی ہوئی ہے کس طرح ان کے سینے سے جذبہ حب رسول، مذہبی وقار، اسلامی روح اور شری رنگ و آہنگ کو فنا کر دیا جائے اور انہیں نئی روشنی اور مغربی تہذیب کا دیوانہ بنا دیا جائے۔

آج شادیوں میں جو غیر اسلامی کاموں کے لئے روپے کو خرچ کیا جا رہا ہے اس سے مذہبی تقدس تو بکروح ہوتا ہی ہے لیکن دوسری طرف اس سے تشیع مال اور اسراف سے مسلمانوں کی اقتصادی و معاشی زندگی میں جو بخران ہے وہ کسی سے مخفی نہیں کاش کہ! سنجیدہ اور دانشور طبقہ ٹھنڈے دل سے اس اہم مسئلے پر غور و خوض کر کے کوئی ٹھوس اور مثبت اقدام کر تا اور اسلام کی روشنی میں کوئی اہم اصول کی بنیاد رکھتا جس سے قوم مسلم کا وہ سرمایہ جو غلط راہوں پر خرچ ہو رہا ہے اس کی صحیح روک تھام ہو سکے۔ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔

یہ گائے باجے کہ ان بلاد میں معمول اور رائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں۔ خصوصاً وہ ملعون و ناپاک رسم کہ بے تیز احمق جاہلوں نے شیاطین بنود ملائین بے ہودہ سے سیکھی۔ یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین و حاضرات کو لپچھے دار سننا، سیدہ سیدہ کی عقیقہ پاکدا، امن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرنا۔ خصوصاً وہ ملعون بے حیا رسم کا مجمع زنان میں ہونا، ان کا اس ناپاک فاحشہ

حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بد لحاظ بے حیابہ غیرت ضعیف ہونے کی وجہ سے مردوں کو مشہدین کو جائزہ کتنا بھیجے، اے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ بچ، ایک آدھ ہار جھڑک دینا مگر ہر دست قلعی نہ کرنا یہ شیعہ گندمی مردود رسم ہے جس پر صدمہ لعنتیں اللہ عز و جل کی اترتی ہیں اس کے کرتے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کا کافی انداز نہ کرنے والے سب فاجر و فاسق مرتکب کبائر مستحق غضب جبار و عذاب ہار ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عیسیٰ آئین..... ۲۴۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

جن شادیوں میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں شریک نہ ہوں۔ آتش بازی جس طرح شادیوں اور شہ پر آتش میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا احرام ہے کہ اس میں تشیع مان ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا، قال اللہ تعالیٰ ولا تلبسوا ان المبلذین کانوا اخوان الشیطن وکان الشیطن لربہ کفور..... ۲۵۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور فضول نہ اڑا ہے شک اڑانے والے

شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بدنام شکر ہے۔ (کنز الایمان)

عوام الناس میں یہ توہم پرستی، غلط نظریات اور فاسد خیالات عام طور سے پائے جاتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید رہتے ہیں اور فلاں کے جسم پر فلاں بزرگ آئے ہیں۔ اور ہر جمعرات کو اس درخت کے پاس جا کر شیرینی وغیرہ فاتحہ دلاتے ہیں لوہان اگر بستی سلگاتے اور بارو پھول لٹکاتے ہیں۔ یعنی شہدائے کرام اور اولیاء اللہ کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں تو وہ درختوں اور انسانی جسموں کو اپنی پناہ گاہ بنانے لگے ہیں۔ لاجل دلا تو وہ۔ شہدائے عظام اور اولیائے فہام کی یاد پیکرہ جماعت ہے جس کی رفعت شان اور عظمت مکان کی شہادت قرآن پیش کر رہا ہے اور ان کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا ان کی کھلی توہین اور گمراہی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ یوں ہی عورتیں شادی کے موقع سے مسجدوں میں جا کر طلاق بھرتی ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

یہ سب داہیات، خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطلالات ہے
ان کا ازالہ لازم ہے۔..... ۲۶

یہ سب رسوم جمالت و حماقت و منوعات بے ہودہ ہیں مگر
مت پرستی اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے ہاں گنہگار و
مبتدع ہیں۔..... ۲۷

لوگوں میں یہ بات بہت زیادہ مشہور ہے کہ محرم الحرام اور صفر کے مہینے میں
نکاح کرنا منع ہے اسی طرح ۳، ۱۳، ۲۳ اور ۸، ۱۸، ۲۸ کی تاریخوں اور منجانبہ اور چار

شنبہ کے ایام میں شادیایں نہیں کرتے کیوں کہ ان تاریخوں، مہینوں اور دنوں میں
شادی مسرت کے جائے گفت کا پیام لاتی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:
نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔..... ۲۸

یہ سب باطل اور بے اصل ہے۔..... ۲۹
آج کچھ لوگ اپنے گھروں میں بیڑی کی تصویر سجا کر رکھتے ہیں اور ہر روز اس پر بار
پھول پیش کرتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ کا فرمان گرامی ہے۔ لا تدخل
الملائکہ بیتاً فیہ کلب ولا صورة..... ۳۰
”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا جاندار کی تصویر ہو“
مگر عقیدت کے بہانہ میں انسان ہر وہ کام کر بیٹھتا ہے جو شریعت کی نظر میں ناجائز و
حرام اور ناپسندیدہ و مردود ہے۔ امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا، خوانا، اعزاز
اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں
ارشاد کیں۔ اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم دیا۔
حدیث اس بارے میں حد تو اتنی پر ہیں یہاں چند نمونہ کور ہوتی
ہیں۔ صحیحین و مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رسول اللہ ﷺ فرماتے
ہیں کل مصور فی النار یجعل اللہ لہ بکل صورة
صورہا نفساً فتعذبه فی جہنم۔ ہر مصور جہنم میں ہے
اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق

پیدا کرے گا کہ جو جہنم میں اسے عذاب کرے گی۔ انھیں
 میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے
 رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان اشد الناس عذاباً یوم
 القیامۃ المصورون۔ بے شک نہایت سخت عذاب روز
 قیامت تصویر بنائے والوں پر ہے صحیحین و سنن نسائی
 میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے
 رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان الذین یصنعون هذه
 الصور یعلبون یوم القیامۃ یقال لہم احیوا ما خلقتکم
 بے شک یہ جو تصویر بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے
 جائے گے ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی
 تھیں ان میں جان ڈالو۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن
 عمر اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 اور نیز اسی میں حضرت ام المؤمنین میمونہ اور مسند امام محمد
 میں مسند صحیح حضرت اسماء بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جبریل امین علیہ الصلوۃ
 والتسلیم نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی انا لا بد علیہا
 فیہ کلب وصورۃ۔ ہم بلا شک رحمت اس گھر میں نہیں جاتے
 جس میں کتیا تصویر ہو۔

کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس ﷺ نے

امیر المؤمنین عرفانہ عظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا
 کہ انھیں مناد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام
 چادریں اتار کر انتال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے زم
 زم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر
 سے دھویا جاتا۔ کپڑے بھجو بھجو کر تصویریں مٹائی جاتیں
 یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹا دیے جب
 حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اس
 وقت اندر روتق افروز ہوئے اتفاق سے بعض تصاویر مثلاً
 تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیم کا نشان باقی رہ گیا
 تھا پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ
 دھلی تھی حضور پر نور ﷺ نے اسماء بن زید رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے ایک ڈول پانی دیا کہ بعض نفیس کپڑا اتار کر ان کے
 منائے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ کی باران تصویر
 بنانے والوں پر..... ۳۱۔

قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ انبیاء کرام علیہ الصلوۃ والسلام جو مخلوق میں
 سب سے افضل داعی اور برتر والا ہیں مگر سرور عالم ﷺ نے ان کی تصویر کو کعبہ
 شریف سے مٹائی تو پھر بیروں کی تصویروں کو اپنے گھروں میں سجانا اور بطور تہنک رکھنا
 مگر انہی نہیں تو اور کیا ہے پروردگار عالم ہر مسلمان کو ان غلط حرکتوں سے محفوظ رکھے۔
 محرم الحرام کے موقع سے ملک کے اکثر حصوں میں تعزیہ بنایا جاتا ہے اور

کہیں ہاتھی، گھوڑے اور اونٹ کی شکلیں بنائی جاتی ہیں۔ اور معاذ اللہ تصور کیا جاتا ہے کہ اس میں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف ہے اس پر پھول، ہار، چادر وغیرہ ڈالتے ہیں۔ فتنیں مانتے ہیں شیرینی، مالیدہ، شربت پر نیاز دلاتے ہیں۔ پیسہ اور لٹو لٹاتے ہیں۔ پھر دسویں محرم کو اس تعزیہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ ان خرافات سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پر نور حضور شہزادہ
مکملوں قابوسین شہید ظلم و جبر صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علی جدہ
الکریم و علیہ کی صحیح نقل ماکر بیت تبرک مکان میں رکھنا
اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصور مکانات وغیرہ ہر غیر
جامدار کی بنا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کے معطلان
دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تشریف
بیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقہ
طبقہ ائمہ دین علمائے معتدین نقیبن شریفین حضور سید
انکومین علیہ السلام کے نقشبائے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع
جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشتباہ ہو
امام علامہ تلمسانی کی فتح العمال وغیرہ مطالعہ کرے۔ مگر جمال
بے خرد نے اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا
خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی
صدائیں آئیں اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل

مطوطہ نہ رہی ہر جگہ خفی تراشیں نئی گڑھت جسے اس نقل
سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق،
کسی میں اور بے ہودہ طمطراق پھر کوچہ کوچہ دشت بدشت
اشاعت غم کے لئے اس کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور
ماتم سازی کی شورا فگشتی کوئی ان تصوروں کو جھک جھک
کر سلام کر رہا ہے کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے
کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ
و علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس لڑک پنپے سے مرویں مانگا
فتنیں مانتا ہے حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے
مردوں عورتوں کاراؤں کو میل اور طرح طرح کے بے
ہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کو
اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و
عمل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور
فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وہاں ابدار کا وہ جوش ہوا کہ
خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریادہ تقار علاتیہ ہوتا ہے
پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ
چھتوں پر بیٹھ کر پینچیں گے۔ روئیاں زمین پر گر رہی ہیں
رزق الہی کی بے ادبی ہوتی۔ مال کی اشاعت ہو رہی ہے مگر
نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار

عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے چتے چلے طرح طرح کے
 کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف نجوم شومانی
 میلوں کی پوری رسوم جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ
 کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں یعنی حضرات شہداء رضوان
 اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں کچھ فوج باج باقی توڑتا زور فن
 کردے یہ ہر سال اشاعت مال کے ہرم و ہال جدا گانہ
 رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہداء کے کریم علیہم
 الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے۔
 اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین۔ اب کہ تعزیر
 داری اس طریقہ بامریعہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام
 ہے ہاں اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات شہداء کے
 کرام علیہم الرضوان المقام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی
 سعادت پر اقتصار کرتے تو اس قدر خوب و محبوب تھا۔ اور
 اگر نظر شوق و محبت میں نقل و ہجرت انور کی بھی حاجت تھی تو
 اسی قدر جائز پر قاعدت کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت
 اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم اور تصنع الم و فحہ زنی و
 ماتم کی دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے چتے اس قدر میں
 بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت سے
 ایک مشابہت اور تعزیر داری کی تمت کا خدشہ اور آئندہ

اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے لٹائے بدعات کا اندیشہ ہے
 لھذا روضہ اقدس کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ کاغذ کے
 صحیح نقش پر قاعدت کرے اور اسے بھد تبرک بے آمیزش
 منیات اپنے پاس رکھے..... ۳۲۔
 دوسری جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

تعزیرہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ منیہ ہے اس کا ہانا و کھانا جائز
 نہیں اور تعظیم و عقیدت سخت حرام و اشد بدعت اللہ سبحانہ
 تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو راہ حق کی ہدایت فرمائے آمین
 ۳۳۔

محرم الحرام کی مجلسوں میں غیر مستند کتبوں کے واقعات اور شہادت نامے
 پڑھے جاتے ہیں اور ناخواندہ مقرر عوام کو خوش کرنے کے لئے من گھڑت روایات
 بیان کرتے ہیں۔ مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔
 شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر
 روایات باطلہ و بے سرو پائے مملو اور کاذب موضوع پر
 مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا مستندہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ
 اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں وہ مطلقاً حرام و ناجائز
 ہے خصوصاً جب کہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس
 سے عوام کے عقائد میں زلزل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر
 قاتل ہے ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر لام حجتہ الاسلام محمد

غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت

نامہ پڑھنا حرام ہے..... ۳۴

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

کتاب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و

روایات باطلہ پر مشتمل ہیں یو ہیں سرے ایسی چیزوں کا پڑھنا

مناسب گناہ و حرام ہے حدیث میں ہے لہی رسول اللہ

ﷺ عن المعافی۔ رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع

فرمایا..... ۳۵

آج معاشرہ میں یہ عقیدہ بڑا پکڑ چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں تیترا لڑکا پیدا ہو

تو لوگ اسے نعمت سے تعبیر کرتے ہیں زحمت اور پریشانی کا باعث بناتے ہیں۔ اور

اگر تیتری لڑکی ہو تو اسے فال نیک اور بلند نصیب تصور کرتے ہیں۔ امام احمد رضا

قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

یہ شخص باطل، زمانے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں

ان کی پیروی حرام ہے..... ۳۶

فلم سے معاشرے میں جہاں اخلاقی بے راہ روی اور بے شمار بد اعمالیاں پیدا

ہو گئیں ہیں وہیں یہ لعنت بھی مری طرح گھر کر گئی ہے کہ مرد عورتوں کا لباس پہننے

لگے ہیں اور عورتیں مردوں سا لباس استعمال کرنے لگی ہیں۔ مردوں نے عورتوں

کی طرح کاندھے سے نیچے لمبے لمبے بال رکھنا شروع کر دیئے ہیں اور عورتیں مردوں

کی طرح چھوٹے چھوٹے بال رکھنے لگی ہیں اور ایسے یہ ہے کہ اس میں ہمارا مسلم

معاشرہ بھی ملوث ہے اور اس بد چلتی بے حسی اور بد اخلاقی کو ترقی اور غی روشنی کا نام

دیا جاتا ہے۔ مگر کج بتائیے یہ ترقی ہے یا حزی، یہ روشنی ہے یا تاریکی آئے پڑھے امام

احمد رضا کیا فرماتے ہیں۔

حرام ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبهین

من الرجال بالنساء والنسبہات من النساء با

الرجال اللہ کی لعنت ان مردوں پر کہ کسی بات میں عورتوں

سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر کہ مردوں سے۔

ایک عورت مردوں کی طرح کمان کاندھے پر لٹکائے جاتی

تھی اسے دیکھ کر یہ فرمایا۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

عنا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ خود پہنتی ہے

فرمایا رسول اللہ ﷺ خنت فرمائی ہے اس عورت پر کہ

کوئی وضع مردانی اختیار کرے۔ کمان اجڑائے بدن نہیں

جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال اجڑائے بدن ہیں

ان میں مشابہت کس درجہ سخت تر ہوگی۔ لہذا عورت کو

حرام ہے کہ اپنے بال تراشے کہ اس میں مردوں سے

مشابہت ہے یو ہیں مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں

کی طرح بوجھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے کہ

حرام و موجب لعنت ہے..... ۳۷

آج کا مسلمان فیشن پرستی میں اس قدر اندھا ہو چکا ہے کہ اپنے منہ بھی شعلہ کو

خود اپنے ہاتھوں دفن کر رہا ہے۔ داڑھی اسلام کا شعار اور نبی محترم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت جلیلہ و عادت کریمہ تھی مگر مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس سنت سے محروم نظر آ رہا ہے۔ مگر یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ہم اپنے مذہبی شعار سے گریزاں ہیں اور غیروں کی تہذیب کو اپنی زندگی میں داخل کر کے ہی فخر و انبساط اور مسرت و شادمانی محسوس کرتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرنا واجب اور حضور سید عالم ﷺ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کے شعار سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع و حرام اور کفار کا شعار۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں عشر من الفطره قص الشارب واعف باللحيه الحديث۔ یعنی دس چیزیں سنت قدیم انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہیں ان میں سے موٹھیں کم کرنا اور داڑھی حد شرع تک چھوڑ دینا راہ مسلم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح میں فرماتے ہیں حلق کردن لحد حرام است۔ اور حضور ارشاد فرماتے ہیں خالفوا المشركين واو فواللحي واعفوا الشواوب۔ مشرکین سے مخالفت کرو داڑھیاں پوری اور موٹھیں کم کر دو اور بعض احادیث میں وارد موٹھیں کم کر لو اور داڑھیاں چھوڑ دو اور جو کسی کی شکل

نہ باق سنت میرا رسول ﷺ کو ترک اور مشرکین اور مجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں علاوہ بریں اس میں تغیر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے۔..... ۳۸۔

آج بعض ناعاقبت اندیش یہ کہتے ہوئے نہیں جھٹکتے کہ داڑھی رکھ کر بھی بہت سے لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ غلط کام کرتے ہیں اور نماز روزے سے کوسوں دور ہیں تو پھر ایسی داڑھی رکھنے سے کیا فائدہ! اس سے تو بہتر ہے کہ اس کا ظاہر خلاف سنت ہے اور باطن آراستہ ہو اور نماز روزہ کی پابندی کرے۔ امام احمد رضا قدس سرہ یہ فرماتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اصلاح باطن آرائش ظاہر سے اہم تر مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر و احکام محرمات و ممنوعات کی کس نے اجازت دی۔ قبیل حکم شرع و اتباع سنت شارع کہ داڑھی بڑھانے اور نیچی رکھنے میں پالی جاتی ہے وہ اپنے دعوے میں ہی جھوٹا ہے کہ باطن میرا آراستہ ہے اگر فی الواقع باطن اس کا زیور صلاح سے حزمین اور حکم خدا و رسول منقاد ہوتا تو اتباع سنت چھوڑ کر شعار کفر و شرک و بدعت کی پیروی پسند نہ کرتا اور حکم شرع سکر سر جھکا تا اپنے فضل شنیع پر مصر نہ ہوتا۔..... ۳۹۔

آج کثرت سے لوگ اپنی داڑھی اور بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے کالا خضاب استعمال کرتے ہیں اور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ خضاب لگانے سے میں

نقدیر کو دریافت کرتے ہیں اور اس مرض میں عورتیں زیادہ مبتلا ہیں دیکھئے امام احمد رضا قدس سرہ کیا تحریر فرماتے ہیں۔

کاہنوں اور جوشیوں سے ہاتھ دکھا کر نقدیر کا بھلا مارا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے اسی کو حدیث میں فرمایا نقدیر مسانزل علی محمد ﷺ اور اگر بطور اعتقاد فیض نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے اس کو حدیث میں فرمایا لم یقبل اللہ لہ ضلۃ اربعین صحابہ۔ اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتے گا۔ اور اگر بطور ہزل و استہزاء تو عبث و مکروہ و حماقت ہے ہاں اگر بغرض تجیزہ ہو تو حرج نہیں..... ۴۱۔

آج کچھ لوگ عقیدت میں مزارات کو سجدہ کرتے ہیں اور اسلام کے اس اصول سے بے خبر ہیں کہ ہماری شریعت نے غیر اللہ کے لئے سجدہ عبادت کو کفر و شرک اور سجدہ تعظیسی کو حرام قرار دیا ہے، اسی سلسلہ میں امام احمد رضا نے الزبدۃ الزکیہ تحریم سجود الخبیثہ کے نام سے ایک جامع اور مبسوط رسالہ تحریر فرمایا جس میں متعدد آیات قرآنی، چالیس احادیث مقدسہ اور تقریباً بیڑہ سو قصوص فقہیہ سے یہ ثابت فرمایا کہ عبادت کی نیت سے غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک و کفر ہے اور تعظیم کی نیت سے حرام۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

مسلمان! اے مسلمان! اے شریعت مصطفویٰ کے تابع

فرمان اچان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً جماعاً شرک معین و کفر معین ہے اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علماء دین، ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عند تحقیق کفر صوری پر محمول..... ۴۲۔

صحابہ کرام نے حضور سے سجدہ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدہ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا جب خود حضور اقدس ﷺ کے لئے سجدہ تحیت کا ایسا حکم پھر اوروں کا کیا ذکر..... ۴۳۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے چالیس احادیث سے سجدہ تحیت کے حرام ہونے کا ثبوت فراہم فرمایا ہے یہاں پر صرف تین احادیث نقل کرتا ہوں۔

قال جاءت امرأة الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله اخبرني ما حق الزوج على الزوجة قال لو كان ينبغي لبشر ان يسجد لبشر لا مروت المرأة ان تسجد لزوجها اذا دخل عليها لما فضله الله عليها. ایک عورت نے بارگاہ رسالت علیہ افضل

الصلوة والنجية میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ توہر کا عورت پر کیا حق ہے فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اس پر رکھی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال دخل النبی ﷺ حائطا فجاء بعیر فسجد له فقال لواء هذه بهيمة لا تعقل سجدت لك ونحن نعقل فنحن احق ان تسجد لك فقال ﷺ لا يصلح لبشر ان يسجد لبشر لو صلح لاموت المرأة ان تسجد لزوجها لماله من الحق عليها۔

حضور اقدس ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک لونٹ نے حاضر ہو کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چھاپا یہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس حق کے سبب جو اس کا اس پر ہے۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے قال دخل النبی

ﷺ حائطا للانصار ومعه ابوبکر وعمر فی رجال من الانصار فی الحائط غنم فسجدن له فقال ابوبکر یا رسول اللہ کنا نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم قال انه لا ینبغی فی امئی ان یسجد احد لا حد و لو کان ینبغی ان یسجد احد لا حد لا موت المرأة ان تسجد لزوجها۔

حضور انور ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف فرمائے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر کاپ تھے باغ میں بکریاں تھیں انھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ ان بکریوں سے زیادہ ہم حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا یہ شک میری امت میں نہ چاہئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدے کا حکم فرماتا..... ۳۴۔

قبروں پر چراغ بنتی جلاتا ایک عام بات ہو چکی ہے بلکہ کچھ لوگوں نے اسے ضرورت میں شامل کر لیا ہے امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

قبروں کی طرف شمع پہلے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے..... ۳۵۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے رسول اللہ ﷺ

فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات اور جو کام دینی
فائدے اور دنیاوی نفع چاہز سے خالی ہو عبث ہے۔ اور عبث
خود مکروہ ہے اس میں مال صرف کرنا سراف ہے اور اسراف
حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفون ان اللہ لا یحب
المسرفین..... ۳۶۔

یونہی لوہان اور اگر بقی کے سلسلہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
عود، لوہان وغیرہ کوئی چیز نفیس قبر پر رکھ کر جلانے سے
احتراز کرنا چاہئے اگرچہ کسی رتن میں ہو اور قریب قبر ساگنا
بہ یوں کہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے جو ظاہر منع
ہے۔ اسراف اور اضاعت مال۔ میت صالح اس غرض کے
سبب جو اس قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی
نہیں، بہشتی پھولوں کی خوشبو نہیں لاتی ہیں دنیا کے اگر
بقی لوہان سے غنی ہے..... ۳۷۔

آج کچھ ناخواندہ حضرات اور علم شریعت اور طریقت سے نا آشنا سادگان کو یہ
دیکھا گیا کہ وہ مزارات کا طواف کرتے ہیں اور اپنی اندھی عقیدت کا سہارا لے کر وہ
سب کچھ کر گزرتے ہیں جس کی شریعت قطعی اجازت نہیں دیتی۔ امام احمد رضا
قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

مزار کا طواف کے محض بہ نیت تعظیم کیا جائے چاہز ہے کہ
تعظیم بالطواف مخصوص بہ خاندہ کہہ ہے مزار کو سہ نہ دینا

(۳۹۴)

چاہئے۔ علماء اس میں مختلف ہیں اور بھرچنا اور اسی میں ادب
زیادہ ہے آستانہ دہلی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی
چاہز کہ اس سے شریعت میں ممانعت نہیں آئی اور جس چیز
کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہو سکتی..... ۳۸۔

آج کل اکثر لوگ حضور سید عالم ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ صلوات یا
ص یا صلوات لکھ دیتے ہیں۔ اور یہ بدعت شنیعہ دہائیوں سے شروع ہوئی ہے اور اب
اس مرض میں سنی حضرات بھی مبتلاء ہیں۔

صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام
پاک کے ساتھ تحریر یا تقریر اور درد شریف لکھنا مومن کیلئے ضروری ہے۔ غل،
کبوتری، حسد، وقت اور کافہ کی چست کی وجہ سے درد شریف کے چائے مصل
اشارات پر عمل کرنا خدایوں کا طریقہ کار ہے۔ سب سے پہلے اس کی تہذیب و تہذیب
کے زمانے میں ہوئی۔ نجد نے اسے اپنایا اور وہابیہ نے اسے پروان چڑھایا اور یہ ناپاک
حرکت آج بھی ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

درد شریف جو ایک نہایت پاکیزہ اور جامع دعائیہ کلمہ ہے اور وہ زبان و دہن
کس قدر مقدس ہیں جن سے درد شریف کا ورد ہوتا ہے اور اس پاکیزہ لب کو کیا کہیے
جس کو ملائکہ اپنے فوری پردوں سے مس کرتے ہیں اور خوش ہو کر چوم لیتے ہیں ایک
مومن کیلئے اس سے بڑھ کر معراج زندگی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب بھی سردارہ
سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نئی آئے تو قلب و دہان
شریف کے لئے ایلنے لگیں۔

کتابیات

- (۱) فقیہ اسلام صفحہ ۱۱۸-۱۱۹ حضرت ڈاکٹر حسن رضا خان پی ایچ ڈی پٹنہ
- (۲) حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲-۳ مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ
- (۳) سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۰۵ مولانا بدر الدین صاحب علیہ الرحمہ
- (۴) تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ ۳۹ مفتی شفیق احمد شریانی
- (۵) فقیہ اسلام صفحہ ۱۵۹ ڈاکٹر حسن رضا خاں پٹنہ
- (۶) سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۴ مولانا بدر الدین صاحب
- (۷) صفحہ ۱۱۵
- (۸) حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی صفحہ ۱۴ پرنسپس مسعود احمد پاکستان
- (۹) نزہۃ الخواطر مولوی عبدالحی لکھنوی
- (۱۰) مجدد الف ثانی نور الامام احمد رضا خاں صفحہ ۲۹
- (۱۱) حیات آل رسول ماریہ صفحہ ۱۹۶ مفتی محمود احمد قادری مظفر پوری
- (۱۲) حاشا الحرمین صفحہ ۵۱ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ
- (۱۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ کتاب العلم صفحہ ۳۶ شیخ ابوالدین محمد بن عبداللہ طیبہ الرحمہ
- (۱۴) ملفوظات صفحہ ۲۶۷-۲۶۸ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
- (۱۵) مقال العرفاء صفحہ ۷ امام احمد رضا قدس سرہ
- (۱۶) فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۶۰ امام احمد رضا قدس سرہ
- (۱۷) امام احمد رضا در بدعات و منکرات صفحہ ۲۰۹ مولانا یحییٰ اختر مصباحی
- (۱۸) سیح منیل شریف صفحہ ۱۰۶ میر سید عبدالواحد بلوچی علیہ الرحمہ
- (۱۹) مسائل سماع صفحہ ۳۲ امام احمد رضا قدس سرہ
- (۲۰) صفحہ ۲۴
- (۲۱) احکام شریعت صفحہ ۶۱
- (۲۲) امام احمد رضا در بدعات و منکرات صفحہ ۲۵۹-۲۶۰ مولانا یحییٰ اختر مصباحی
- (۲۳) ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۱۵-۱۱۶ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
- (۲۴) فتاویٰ رضویہ جلد ۷ صفحہ ۷۷ امام احمد رضا علیہ الرحمہ
- (۲۵) رسالہ حادی الناس صفحہ ۵
- (۲۶) احکام شریعت صفحہ ۳۲
- (۲۷) فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۶۴
- (۲۸) ملفوظات صفحہ ۳۶ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
- (۲۹) فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۱۷ امام احمد رضا علیہ الرحمہ
- (۳۰) صفحہ ۱۴۳-۱۴۴-۱۴۶
- (۳۱) صفحہ ۳۵-۳۶
- (۳۲) صفحہ ۱۸۶
- (۳۳) فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۲۶ امام احمد رضا علیہ الرحمہ
- (۳۴) صفحہ ۸۸
- (۳۵) جلد دوازدهم کتاب شفی صفحہ ۲۶۷
- (۳۶) جلد نہم صفحہ ۱۸۸-۱۸۹

درود پاک کے فضائل

- جذب القلوب میں مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے گئے ہیں۔
- (۱) ایک بار درود پاک پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔
- (۲) درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔
- (۳) درود پاک پڑھنے والے کا کدھا جنت کے دروازے پر حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے ساتھ چھو جائے گا۔
- (۴) درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقائے دو جہاں ﷺ کے پاس پہنچ جائے گا۔
- (۵) درود پاک پڑھنے والے کے سارے کاموں کے لئے قیامت کے دن حضور ﷺ ستولی (ذمہ دار) ہو جائیں گے۔
- (۶) درود پاک پڑھنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔
- (۷) درود پاک پڑھنے والے کو جاگنی میں آسانی ہوتی ہے۔
- (۸) جس مجلس میں درود پاک پڑھا جائے اس مجلس کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔
- (۹) درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء و المرسلین علیہم السلام کی محبت بڑھتی ہے۔
- (۱۰) رسول اللہ ﷺ خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔
- (۱۱) قیامت کے دن سید دو عالم نور محمد ﷺ درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔
- (۱۲) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔
- (۱۳) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کی تلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھتے ہیں۔
- (۱۴) درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربار رسالت میں لے جا کر یوں عرض کرتے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ! فلاں کے بیٹے فلاں نے حضور کے دربار میں درود پاک کا تھنہ حاضر کیا ہے۔
- (۱۵) درود پاک پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

صفحہ ۲۹	(۳۷)
صفحہ ۳۰	(۳۸)
صفحہ ۳۱-۳۰	(۳۹)
صفحہ ۲۱۳	(۴۰)
صفحہ ۲۱۶	(۴۱)
صفحہ ۲۱۶-۲۱۷	(۴۲)
البریق المنار بشروح المزار صفحہ ۹	(۴۳)
صفحہ ۶۷ احکام شریعت	(۴۴)
صفحہ ۷۰ السید المایہ	(۴۵)
صفحہ ۸ فتاویٰ رضویہ جلد ۳	(۴۶)
صفحہ ۵۳	(۴۷)
صفحہ ۱۰۷	(۴۸)
احکام شریعت امام احمد رضا قدس سرہ	(۴۹)

فروغِ اہلسنت کے لئے..... امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

- ۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، ہا قاعدہ تعلیمیں ہوں۔
 - ۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خرابی نہ خرابی گرویدہ ہوں۔
 - ۳۔ درسوں کی بیش تر اترتو امین ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔
 - ۴۔ طلبہ کی طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول و عقیدہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
 - ۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلانے جائیں کہ تحریک اور تقریر اور وعظ و مناظرہ اشاعت دین و مذہب کریں۔
 - ۶۔ حمایت مذہب و رو بد مذہبیاں میں مفید کتب و رسائل مصنفین کو نہرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
 - ۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
 - ۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر گراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجے رہیں۔
 - ۹۔ جو ہم میں قابل کار و وجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں بہارت ہو لگائے جائیں۔
 - ۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں تقسیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔
- حدیث کا ارشاد ہے کہ ”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی دہم و دینار سے چلے گا“ اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و صدوق علیہ السلام کا کام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)